محمد لطافت الرحمان

رفق ، حیاء ، حسن خلق

الحمد لله و کفٰی و سلام علی عباده الذین اصطفی اما بعد

۱- عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الله رفیق یحب الرفق و یعطی علی الرفق ما لا یعطی علی العنف ۔ (مسلم)

۲- و عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اشد حیاء من العذراء فی خدرها ۔ (ترمذی)

۳- و عن جابر رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الله بعثنی لاتمم مکارم الاخلاق و محاسن الافعال ۔ (شرح السنة)

و قال الشیخ احمد ابن محمد التهانیسری فی قصیدته الطنانة :

و لیس فی الدین و الدنیا و آخرتی
سوی جناب رسول الله معتمدی
بر رؤف رحیم سید سند
سهل الفناء رحیب الباع و الصفد
اب الندی و الجدی و الصالحات معاً
طفلا و کهلا و فی شیب و فی مرد (نزهة الخواطر)

بقدر شوق ہر اک لب پہ تذکرہ تیرا
بقدر ذوق ہر اک دل میں آرزو تیری

صدر محترم ، معزز حاضرین ، عزیز طلبہ ! سیرتِ مقدسہ کی اس محفلِ سعید میں میرے حوالے سردارِ دوعالم حضور اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صفات پر بالاختصار بولنا ہے ۔ وہ صفات رفق و نرمی ، شرم و حیاء اور حسنِ خلق ہیں جن میں سے ہر ایک کے متعلق میں نے ایک ایک قولی حدیث سنا دی :

۱- پہلی حدیث میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوۃ و السلام کا یہ ارشاد گرامی نقل فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود رفیق نرمی پسند ہے اور نرمی سے وہ کچھ دے دیتا ہے جو سختی اور درشتی سے نہیں دیا کرتا ہے ۔

۲- دوسری حدیث میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ با حیاء تھے جو اپنے پردے میں ہوتی ہے ۔ علمائے حدیث نے یہاں دولھن کی شبِ عروسی کا پردہ اور کنواری لڑکی کی اس رات کی شرم و حیا کو مراد لیا ہے ۔

۳- تیسری حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ آقائے دوعالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اخلاق کریمہ اور افعالِ حسنہ کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا ہے ۔

اب میں اس ہادی برحق امام الانبیاء صلوات اللہ علیہ کے عملی پہلو میں اوپر کے تینوں اوصاف کا استیلاء و ظہور پیش کرتا ہوں ۔

۱- رفق و نرمی : پہلا وصف یعنی رفق و نرمی تو اسوۂ حسنہ اور سیرتِ مطہرہ کا وہ در گراں مایہ اور جوہر بے بہاء ہے جو مذہب اسلام کی ہر طرح کی وسعت و مقبولیت کا موجب بنا ہے - اللہ تعالٰی نے فرمایا : فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم و لو کنت فظّا غلیظ القلب لانفضوا من حولک یعنی یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ آپ لوگوں سے نرمی اور مہربانی کا سلوک کرتے ہیں ورنہ لوگ آپ کے پاس نہ آتے -

اسی طرح آپ کی نرم مزاجی اور رفق و لین کے لیے یہ کافی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال مسلسل آپ کی خدمت کی ہے اور اس طویل عرصے میں مجھے کسی کام پر ملامت نہیں کی اور نہ ہی کسی کام پر یہ فرمایا کہ یہ کیوں کیا یا کیوں نہ کیا -

دراصل حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اس سرگزشت میں پیغمبر اسلام علیہ الوف التحیۃ و السلام کی رفق و نرمی اور تحمل و برداشت کی فطری عادت ہونے اور عظیم استقامت و ضبط کا ثبوت ہے ورنہ جزوی ہنگامی طور پر کسی شخص سے چند بار کسی اچھی خصلت کا صدور چنداں قابل ستائش نہیں ہوتا ہے جیسا کہ یہاں دس سال کے ہرقسم کے حالات سفر و حضر سقم و صحت ، عادت و عبادت ، روزمرہ کے معمولات اور معاملات میں نرمی ہی نرمی صرف اور صرف اس انسانِ عظیم اور رفیق و شفیق کا حصہ ہے - خاص طور پر سفر تو بہت ہی سافر اور موجب کشفِ حالات و عادات ہے - امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک شخص کسی کی بہت تعریف کر رہا تھا ، امام نے پوچھا : ''ھل سافرت معہ' قال لا ، قال ما عرفتہ'' -

۲- شرم و حیا : نبی کریم علیہ آلوف التحیۃ و التسلیم کی مقدس اور پاکیزہ خصلتوں میں شرم و حیا کو بہت بڑا مقام اس لیے حاصل ہے

کہ خود ہی آپ نے بحیثیت شارع اور مقنن اسلام کے وصف حیا کو شعبۃ من الایمان قرار دیا ہے اور درحقیقت یہ حیا ہی ہے جو انسانی مرکب عقل کے لیے بمنزلہ بریک اور لگام کے ہے ۔ ظاہر ہے کہ آپ کی سواری سائیکل ، موٹر وغیرہ کی بریک نہ ہو اور آپ اس کو آزاد چھوڑ کر دوڑاتے رہیں تو آپ کا کیا حشر ہوگا ۔ نہایت درست ہے کہ : اذا ماتک الحیاء فافعل ما شئت ولید در من قال :

آرے آرے میکنم لیکن حیا زنجیر پاست

یہاں سیرت پاک میں حیا کا استیلاء اور غلبہ اس واقعہ سے نہایت واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی مجلس میں ایک شخص زرد رنگ کا کپڑا پہن کر آیا اور جب کچھ دیر کے بعد چلا گیا تو آپ نے صحابہؓ کرام سے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے اس سے یہ نہیں کہا کہ اس رنگ کا کپڑا پہننا مناسب نہیں ہے ۔ مطلب یہ کہ کپڑے کا وہ رنگ آپ کو ناگوار تھا لیکن اس شخص سے خود بوجہ حیا کے نہیں فرمایا ۔ نیز صحابہ کو تواصی بالحق کا سبق دیا اور چونکہ بات خود صرف ناگواری اور کراہت و کراہیت کی حد تک تھی اس وجہ سے خود خاموش رہ کر رخصت پر عمل فرمایا ورنہ محرمات قطعیہ میں تو پیغمبر کے لیے عزیمت پر عمل کرنا ضروری ہے چاہے جان کیوں نہ چلی جائے ۔ جب کہ جان جانے کے مواقع میں امت کو رخصت پر عمل کرنے کی اجازت ہے ۔

۳۔ **حسن خلق** : لفظ خلق بضم الخاء خلق بالفتح ہی سے لیا گیا ہے یعنی وہ خصلت و عادت جو کسی کی اصل جبلت و فطرت اور پیدائش و خلقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت رکھ کر پیدا کی گئی ہو کیوں کہ فطرت ہی سب سے بڑا معلم اور حاکم ہے جس کے زیر حکم شیر گھاس نہیں کھاتا ہے اور گھوڑا گوشت نہیں ۔ اور یہی وجہ ہے کہ

تکلف اور تصنع کے اوصاف کا اعتبار نہیں ہوتا ہے :

خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آ ہی جاتی ہے
نزاکت نازنینوں کی بنانے سے نہیں بنتی

خیر میرے اوپر کے عنوانات میں سے اس تیسرے عنوان کو خود پروردگار عالم نے عظیم کہا ہے - ارشاد خداوندی ہے : ''انک لعلی خلق عظیم'' ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : ''کان خلقہ القرآن'' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور پاک کے اخلاق دریافت کرنے والے کے جواب میں فرمایا کہ اگر دنیا کی تمام چیزوں کا بیان تھوڑے وقت میں ممکن نہیں جب کہ دنیا حقیر ہے تو پھر میرے والد محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کو کس طرح تھوڑے وقت میں بیان کیا جا سکتا ہے جب کہ اللہ نے اس کو عظیم کہا ہے -

علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ ایک قرآن تو علمی ہے جو ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل ہوا ہے اور دوسرا عملی قرآن ہے جو ذات مصطفوی کا کردار و عمل ، خصلت و عادت اور خلقِ عظیم ہے - قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے قرطبی کی اس بات کو نہایت عمدہ انداز سے بیان کیا ہے - فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی سیرت و عادت اور خلقِ عظیم کا سلسلہ قرآن کریم کے حقائق و معارف اور کلمات و ہدایات ہی کی طرح لامحدود اور غیر متناہی ہے - فرق اگر ہے تو صرف یہ کہ علمی قرآن اوراق میں محفوظ ہے اور عملی قرآن ذات نبوی میں محفوظ ہے - گویا قرآن کا کہا ہوا آپ کا کیا ہوا ہے اور آپ کا کیا ہوا قرآن کا کہا ہوا ہے - قرآن کریم کی ہزاروں آیتیں خلقِ عظیم کے علمی اور تعارفی ابواب ہیں اور سیرت کے ہزاروں گوشے قرآن کے عملی پہلو ہیں - خلاصہ یہ کہ قرآن قال ہے اور اس نبی امیؐ کا خلقِ عظیم حال ، اور جو قرآن کے نقوش و دوال ہیں وہی

ذات اقدس کی سیرت و اعمال - حافظ شیرازی نے خوب کہا ہے :

نگارِ من کہ بہ مکتب نہ رفت و خط ننوشت
بہ غمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

اور چونکہ اس پاک ہستی کا خلق درحقیقت ایک شخص اور فرد کا خلق نہ تھا بلکہ یہ سیرت تو کروڑوں بندگانِ خدا اور صالح افراد امت کی تمام نیک خصلتوں اور بلند سیرتوں کا سرچشمہ اور منبع تھی اس وجہ سے اس خلق کو عظیم تر بنایا گیا :

له همم لا منتهی لکبارها
و همته' الصغریٰ اجل من الدهر

(حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

پھر یہ خلق عظیم اور سیرت جذابہ طاہرہ تمام کائنات کے لیے موجب جذب و کشش اور رغبت و محبت ہے اور سب ہی اس خلق عظیم والے کے شیدا اور عاشق ہیں :

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

یعنی کائنات عالم میں فرشتے ، انسان ، حیوانات ، نباتات ، جمادات سب پر وہ خلق عظیم اثر انداز ہے -

خلق عظیم کا فرشتوں پر اثر : چونکہ اس خلق عظیم کا اہم تر حصہ (ملی دفاع) اور اعلاء کلمۃ الحق یعنی جذبۂ جہاد بھی ہے جس کی بابت خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کے دل میں جذبۂ جہاد نہ ہوگا جب وہ مرے گا تو یہودیت کی موت مرے گا بنابراں فرشتے بھی

اس جذبۂ جہاد سے متاثر تھے اور اس ہادی برحق عظیم کمانڈر کی کمان میں مزید در مزید لڑنے کے مشتاق تھے - جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے خصائص کبریٰ میں صحیحین سے حضرت عائشہؓ کی روایت نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ غزوۂ خندق سے جب حضورؐ واپس ہوئے، ہتھیار رکھا غسل فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا : قد وضعت السلاح واللہ ما وضعناہ فاخرج قال الی این قال الی ھنا و اشار الی بنی قریظۃ یعنی آپ نے تو ہتھیار رکھا مگر خدا کی قسم ہم نے ہتھیار نہیں رکھا چلیے - حضور نے فرمایا کہاں ؟ حضرت جبرائیل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا -

خلق عظیم کا انسانوں پر اثر : اب یہ بات کہ اس محسن انسانیت اور رؤف و رحیم کے خلق عظیم سے انسان کو کیا فائدہ ہوا ہے اور ہو رہا ہے اور انسان کو راہ راست پر لانے کے لیے وہ کیا کچھ کرتے تھے تو اس کا جواب خود خدا نے دے کر فرمایا ہے : لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم یعنی تمہاری جنس میں سے پیغمبر تشریف لے آئے جن کو تمہاری زحمت نہایت گراں گزرتی ہے - پوری انسانیت کی منفعت کے بہت خواہشمند ہیں اور ایمانداروں کے ساتھ تو بڑے شفیق اور مہربان ہیں - خود فرماتے ہیں کہ : انا آخذ بحجزکم عن النار و انتم تقحمون فیھا متفق علیہ -

اس آیت کریمہ میں لفظ انفس بفتح الفاء کی بھی قراءت ہے جس کی بابت میں نے گذشتہ سال عرض کیا تھا کہ صاحب روح المعانی نے بروایت امام بخاریؒ اس کو حضرت فاطمہؓ کی قراءت بتایا ہے اور خود حضورؐ بھی اسی طرح پڑھتے رہے ہیں چنانچہ انفس کا معنی نہایت نفیس اور صاف شفاف ہے اور ظاہر ہے کہ صاحب خلق عظیم علیہ الوف التحیۃ والتسلیم نے اپنی اس عظیم تر نفاست و لطافت کے سوب رب کائنات کی

دعوت پر اس کے پاس جانے کے سفر میں حضرت جبریل علیہ السلام جیسے مقام رفیع کے فرشتے کو پیچھے چھوڑا اور ان کو پیچھے رہنے میں عذر کرنا پڑا کہ :

"اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم"

کیا اس خلق عظیم نے انسان کی اصلاح و تعمیر اور تزکیہ و تطہیر کے جو کارنامے سرانجام دیے ہیں ان کا عشر عشیر بھی موجودہ ترقی یافتہ سائنسی دور میں کوئی عظیم الشان مادی طاقت و قوت سرانجام دے سکتی ہے ؟ ہرگز نہیں - مثلاً شراب جو اس قوم کی خمیر میں اس حد تک داخل تھی کہ بعض مست قلندر قسم کے دلدادے تو مرنے کے بعد اپنی قبر کو شراب سے سیراب کرنے کی وصیت کرتے تھے مگر اخلاق عظیمہ اور سیرت کریمہ والے سرکار ؐ نے نہایت تدبر اور حسن اخلاق کے ذریعہ اس ام الخبائث کو اس طرح چھڑایا کہ مدینہ کی گلیوں میں ان لوگوں کا وہ عزیز و مرغوب مشروب بہتا رہا اور وہ برتن توڑ دیے گئے جن میں وہ مشروب بنتا چلا آ رہا تھا یا رکھا جا رہا تھا - اور اس قوم کو مشرف باسلام کر کے ان کی کایا پلٹ دی - اکبر مرحوم نے صحیح نقشہ کھینچ کر فرمایا :

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا ، آنکھوں کو بینا کر دیا
جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

ہاں اور اس خلق عظیم ہی کا لازوال اور لافانی اثر تھا کہ سلطان عالمگیر نے جب نوکر "محمد قلی" نامی کو صرف قلی کہہ کر پکارا تو وہ

سمجھ گیا کہ بادشاہ کا وضو نہیں ، اس وجہ سے لفظ ''محمد'' پر تلفظ نہیں کرتا اور نوکر وضو کے لیے پانی لے کر حاضر ہوا ۔

اور امام ابو حنیفہؒ نے کوفہ کی جامع مسجد کے غسل خانہ سے نکلتا ہوا مستعمل پانی دیکھ کر غسل خانہ سے نکلنے والے کو کہا کہ تم فلاں گناہ میں مبتلا ہو جس کے اثرات کو میں نے غسل کے مستعمل پانی میں دیکھا ۔ اس گناہ سے توبہ کرو۔ حافظ شیرازی نے اسی کے زیرنظر کہا ہے :

یا رب درون سینہ دل با خبر بدہ
در بادہ نشہ را نگرم آں نظر بدہ

امام ابو حنیفہؒ کی یہ کرامت کوئی انوکھی بات نہیں ہے کیونکہ اگر ہم مادی سائنس کی لیبارٹریوں کے ذریعہ عجیب و غریب تجزیہ جات کرتے ہیں تو کیا روحانی سائنس اسی طرح کا تجزیہ نہیں کر سکے گی ؟

خلق عظیم کا حیوانات پر اثر : ایک صحابیؓ کا اونٹ باغی ہو گیا تھا ۔ اس نے اونٹ کو باغ میں بند کر دیا کیونکہ وہ اس کو مارنے کے لیے دوڑ کر آتا تھا اور آ کر حضور سے فریاد کی ۔ آپ نے فرمایا چل کر دیکھیں صورتِ حال کیا ہے ؟ جب باغ کا دروازہ کھولا گیا تو اونٹ اپنا مالک سمجھ کر مارنے کاٹنے کی نیت سے دوڑ آیا ۔ دیکھا کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو پیروں میں سر رکھ دیا ۔ آپ نے مالک سے فرمایا : '' احسن علفہ '' یعنی اس کو صحیح طور پر چارہ نہ کھلانے کی شکایت ہے ۔ اس کو رفع کرو ۔ اونٹ جیسے بھدے حیوان اور ریگستانی جہاز کے اس سجدۂ اطاعت کو دیکھ کر صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضور آپ کو جانور تک بھی سجدہ کرتے ہیں تو پھر ہم کو کیوں سجدہ کرنے کی اجازت نہیں ہے ؟ حضور نے فرمایا کہ اگر سجدہ خدا کے علاوہ

کسی اور کو جائز ہوتا تو میں بیوی کو خاوند کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا مگر سجدہ صرف خدا تعالیٰ کو کرنا ہے ۔

خلق عظیم کا نباتات پر اثر : ایک موقع پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ایک کھلے میدان میں قضائے حاجت کے لیے آڑ کی ضرورت ہوئی ۔ کچھ فاصلہ پر ایک درخت موجود تھا اس کو اشارہ فرمایا ، درخت نے آ کر پناہ کا کام دیا اور پھر اپنی جگہ چلا گیا ۔ عبداللہ بوصیری رحمۃاللہ علیہ نے قصیدہ بردہ میں اسی کو فرمایا:

جاءت لدعوة الاشجار ساجدة
تمشی الیه علی ساق بلا قدم

خلق عظیم کا جمادات پر اثر : جبل احد کے بارے میں فرمایا : هذا جبل یحبنا و نحبه ۔ اسی طرح استن حنانہ کا معجزہ مشہور ہے نیز یہودیہ کی خوراک کا لقمہ بھی جماد ہی تو تھا جس نے حضور سے کہا کہ مجھ میں زہر ہے ، تناول نہ فرمائیے ۔ بہرصورت یہ چیزیں معجزات کے بارے میں ہیں اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات طیبہ کے ہر ہر لمحے کو معجزہ قرار دیا ہے جس کے تحت خلق عظیم کی ایک ایک ادا معجزہ ہے ۔ البتہ معجزات کے باب میں یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ بعض نادان دوست اس نازک سلسلہ میں بھی نہ صرف یہ کہ محتاط نہیں رہتے ہیں بلکہ مصنوعی اور جعلی کہانیوں پر باور کر کے ان کا چرچا کرتے ہیں حالانکہ آفتاب کی طرف توجہ دلانے کے لیے موم بتیوں سے کام لینا حماقت ہے ۔

زِ عشقِ ناتمامِ ما جمالِ یار مستغنی است
بآب و رنگ و خال و خط چه حاجت روئے زیبا را

و صلی‌الله تعالی علی خیر خلقه سیدنا محمد و آله و اصحابه اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین ۔

☆ ☆ ☆